گھریلو تشدُّد (روک تھام اور تحفظ) کا بل

Domestic violence (prevention and protection) Bill,2021

مفتی شعیب عالم
استاذِ جامعہ ونائب مفتی دارالافتاء

(پانچویں قسط)

’’(و) کسی پُرتشدد فعل کی صورت میں اگر متضرر شخص کی زندگی، حرمت یا شہرت خطرے میں ہوتو گھر سے باہر چلا جائے۔‘‘

۱:- مطلب یہ کہ ماں اولاد کی وجہ سے، شوہر بیوی کی وجہ سے، ساس بہو کی وجہ سے، بہن بہن کی وجہ سے، یہاں تک کہ ماموں کے چچا کے نواسے کی وجہ سے بھی سربراہِ خانہ کو گھر سے نکلنا پڑ سکتا ہے۔

۲:- جو مالک ہے وہ گھر سے نکل جائے اور جو مالک نہیں ہے وہ گھر میں ٹھہرا رہے۔

۳:- ایک گھرانے میں سربراہِ خانہ اپنی محرم خواتین کے ساتھ رہائش پذیر ہے، ہمدردی کی بنیاد پر ایک دور کے رشتہ دار کو ساتھ ٹھہرا لیتا ہے، پھر سربراہِ خانہ اس دور کے عزیز کے خلاف تشدد کا مرتکب ہوجاتا ہے، اب اگر سربراہ کو نکال دیا جائے جو گھرانے کا اکیلا کفیل اور محافظ ہے تو کس قدر ناپسندیدہ صورتِ حال پیدا ہوجائے گی۔ اغلب یہی ہے کہ سربراہ اس متضرر کے خلاف قانون ہاتھ میں لے لے گا۔

۴:- اگر خاتون نے خاتون پر تشدد کیا ہو تو ایک خاتون گھر میں محفوظ اور دوسری باہر نکلنے سے غیر محفوظ ہوجائے گی۔ اگر خاتون نے مرد کے خلاف شکایت کی ہو تو اس کی تو زندگی ہی غیر محفوظ ہوجائے گی۔

۵:- حرمت اور شہرت کا اسلامی مفہوم مراد ہونا چاہیے۔ آج کل مادیت کے غلبے اور

اسلامی اقدار وروایات سے ناواقفیت کی بنا پر ان کا مفہوم کچھ اور قرار دیا جاتا ہے۔

’’(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت حکم میں مزید برآں ، یا بصورتِ دیگر عدالت اطمینان پر کہ گھریلو تشدد ہوا ہے تو کوئی حکم صادر کر سکے گی:

(الف) مسئول الیہ کو متضرر شخص کے گھر سے بے دخلی پر یا کسی بھی دیگر طریقہ کار میں قبضہ دینے میں پریشان کرنے سے روکنے کے بابت:‘‘

شرعاً اگر مسئول الیہ لے پالک کو، یا

رضاعی اولاد کو، یا

سوتیلی اولاد کو، یا

معتدہ کو جس کی عدت بھی گزر چکی ہو، یا

کسی بھی ایسے شخص کو جس کو اس گھر میں حقِ سکونت نہ ہو، بے دخل کرتا ہے تو اس کا مجاز ہے۔

۲:- اگر تنازع گھر کے قبضے کے متعلق ہو اور اسی میں گھریلو تشدد ہوا ہو اور متضرر جائیداد کا جائز مالک نہ ہو تو وہ اس بل کی رو سے گھر کا قبضہ حاصل کرلے گا اور پھر دیگر قوانین کی رو سے اس سے ناجائز قبضہ بھی بذریعہ قانون چھڑانا ہوگا۔

’’(ب) مسئول الیہ یا اس کے رشتہ داروں کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے کی بابت:‘‘

۱:- سبحان اللہ! اس دفعہ کی رو سے مدعا علیہ کے تمام خاندان کو اس گھر میں داخلے کی ممانعت ہوگی۔ اس سے جو شرعی محظورات لازم آتے ہیں، ان کا بیان ماقبل میں ہو چکا ہے۔

۲:- مجوزہ قانون ہر اس راستے کو بند کرنا چاہتا ہے جس سے مصالحت کی راہ نکل سکتی ہو۔

۳:- اگر وہ رشتہ دار ایسے ہوں جو اسی گھر میں رہائش رکھتے ہوں اور تشدد کے مرتکب یا معاون نہ ہوں تو ان کا داخلہ بھی ممنوع ہوگا، اس سے لازم آئے گا کہ مسئول الیہ کے تمام اہلِ خانہ کو بے دخل ہونا ہوگا۔

(۳) عدالت کوئی بھی دیگر ہدایت دے سکے گی جو کہ وہ متضرر شخص یا مذکورہ متضرر شخص کے کسی بچے کو محفوظ کرنے اور تحفظ فراہم کرنے کے لیے مناسب سمجھے۔

دفعہ ۲ جو تعریفات پر مشتمل ہے، اس کی ذیلی شق ۲ میں ’’بچے‘‘ کی تعریف میں قرار دیا گیا ہے کہ جو اٹھارہ سال سے کم ہو اور مسئول الیہ کے ساتھ اس کا گھریلو تعلق ہو، خواہ وہ بچہ سگا ہو یا رضاعی ہو یا لے پالک ہو۔ اگر اس دفعہ میں بچے سے وہی بچہ مراد ہے جو تعریف میں قرار دیا گیا ہے تو اس کا مسئول

الیہ کے ساتھ گھریلو تعلق ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ بھی یقینی نہیں ہے کہ اس کا مسئول الیہ کے ساتھ نسب، رضاعت یا تبنیت کا رشتہ ہو۔

اگر متضرر کا بچہ مراد ہے، جیسا کہ سیاق سے واضح ہوتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ اس کی حفاظت وکفالت اس بل کے تحت مقدمہ درج ہونے سے پہلے مسئول الیہ پر لازم ہے یا نہیں؟ اگر مسئول الیہ پر پہلے سے یہ فریضہ عائد نہ ہوتا ہو تو متضرر شخص کی اولاد کی حفاظت وکفالت کی ذمہ داری براہِ راست متضرر پر ہوگی اور اس کا بار مسئول الیہ پر نہیں ڈالا جاسکے گا۔

’’(۹) عدالت، تمام مقدمات میں جہاں وہ اس دفعہ کے تحت حکم صادر کرے تو حکم دے گی کہ مذکورہ حکم کی ایک نقل، درخواست کے فریقین کو، پولیس اسٹیشن کے افسر انچارج کو جس اختیار سماعت میں رسائی رکھتی ہو، نیز عدالت کے اختیار سماعت کی مقامی حدود کے اندر واقع سروس فراہم کنندہ کو دی جائیں گی۔‘‘

یہ انتظامی نوعیت کی دفعہ ہے، جس کا تعلق طریق کار اور قانون پر عمل درآمد سے ہے۔ اس جیسی انتظامی نوعیت کی دفعات کے متعلق تین امور مدنظر رہنا ضروری ہیں:

۱:- شریعت کسی بھی قانون سے مقدم ہے۔

۲:- جو قانون شریعت کے موافق ہو اس کے لیے طریق کار وضع کرنا اور اس پر عمل کرنا انتظامیہ کے لیے نہ صرف جائز ہے، بلکہ اس کی قانونی اور شرعی ذمہ داری بھی ہے، لیکن خلافِ شریعت قانون کے لیے طریق کار وضع کرنا اور نفاذ میں مدد دینا بھی ناجائز ہے۔

۳:- قرآنی حکم ہے کہ ’’وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ‘‘ اس آیت کے تحت گناہ میں معاونت کرنا یا سہولت کار بننا بھی ناجائز ہے، چنانچہ جو فعل از روئے شریعت جرم نہ ہو اس پر سزا بھی ناجائز اور سزا کے نفاذ میں معاونت بھی ناجائز اور اس کے لیے عمل درآمد کا طریق کار وضع کرنا بھی ناجائز، اس لیے مقننہ کا ایسا بل بنانا، عدالت کا اس کے مطابق کارروائی کرنا اور فیصلہ دینا اور انتظامیہ اور اس بل کے تحت تشکیل دیئے گئے کمیٹیوں یا اداروں کا اس کو نافذ کرنا سب ناجائز ہے۔ الحاصل جس حد تک یہ بل خلافِ شریعت ہے، اس حد تک یہ بل کالعدم ہے اور اس حد تک اس بل کے نفاذ میں تعاون کرنا یا سہولت دینا بھی ناجائز ہے۔

’’۹- مالی امداد:- (۱) عدالت، سماعت کے کسی بھی مرحلے پر مسئول الیہ کو ہدایت دیتے ہوئے حکم عارضی دے سکے گی کہ گھریلو تشدد کے نتیجے میں متضرر شخص اور متضرر شخص کے

کسی بھی بچے کی جانب سے اُٹھائے گئے اخراجات اور برداشت کردہ نقصانات کو پورا کرنے کے لیے مالی امداد ادا کرے اور مذکورہ امداد میں حسب ذیل شامل ہوگی، لیکن اس تک محدود نہ ہوگی:

(الف) عدالت کی جانب سے تعین کردہ معاشی استحصال میں مبتلا کرنے کے نتیجے میں معاوضہ دینا؛

(ب) آمدنی کا نقصان؛

(ج) طبی خرچ؛

(د) متضرر شخص کے کنٹرول میں کسی بھی جائیداد کو تباہ کرکے، نقصان پہنچا کر یا واگزاشت کرواکر نقصان کا باعث بننا؛

(ہ) متضرر شخص نیز اس کے بچوں کا نان نفقہ اگر کوئی ہوں اس میں فی الوقت نافذ العمل قانون کے تحت نان ونفقہ کے حکم کے تحت یا اس سے مزید برآں حکم شامل ہے؛

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مسئول الیہ متضرر شخص کو حکم میں مصرحہ مدت کے اندر منظور کردہ مالی دادرسی کی ادائیگی کرے گا۔

(۳) ذیلی دفعہ (۲) کے تحت حکم کے مفہوم میں مسئول الیہ کی جانب سے ادائیگی میں ناکامی پر عدالت مسئول الیہ کے آجر یا قرض دار کو یہ ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ متضرر شخص کو براہِ راست ادائیگی کرے یا اس کی مزدوری یا تنخواہ یا واجب قرض کا ایک حصہ یا مسئول الیہ کی جمع شدہ رقم سے متضرر شخص کو ادا کیا جائے، جس کی رقم کو مسئول الیہ کی جانب سے قابلِ ادائیگی مالی دادرسی کی جانب سے ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے۔''

خلاصہ یہ کہ:

سماعت کے کسی مرحلے پر عدالت مدعا علیہ کو حکم دے سکے گی کہ متضرر شخص کو اخراجات، برداشت کیے ہوئے نقصانات، آمدنی کا نقصان، طبی خرچ، متضرر کی کسی جائیداد میں نقصان وغیرہ کی تلافی کرے، یہ سب ایک خاص مدت میں ادا کرنا ہوگا، ورنہ عدالت خود وصول کرے گی، مثلاً مدعا علیہ کے واجب الحصول بقایا جات کسی شخص یا ادارے کے پاس ہوں تو عدالت اس میں سے وضع کرلے گی۔ فرض کیجیے! مدعا علیہ کسی ادارے میں ملازم ہے اور ادارے پر مدعا علیہ کے واجبات ہیں تو عدالت اس ادارے سے وصولی کرے گی یا مدعا علیہ کا بینک اکاؤنٹ ہے اور اس میں رقم ہے، عدالت اس میں کٹوتی

کرلے گی اور پھر حتمی فیصلے کے وقت عدالت مدعا علیہ پر جو جرمانہ عائد کرے اس میں سے ان کو منہا کیا جاسکے گا۔

معاشی استحصال کی تعریف کا حاصل یہ تھا کہ مدعا علیہ متضرر کو ان معاشی ذرائع سے محروم کردے یا اس میں رکاوٹ بنے جن کا متضرر کو قانون کی رو سے یا رسم و رواج کی رو سے حق ہو۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ:

۱:- اگر مدعا علیہ شریعت کی رو سے ایسا حق رکھتا ہو تو اسے معاشی استحصال نہیں قرار دیا جاسکتا، مثلاً شوہر بیوی کو یا باپ بیٹی کو بیرونِ خانہ ملازمت سے روکنے کا مجاز ہے۔

۲:- شوہر بیوی کو اندرونِ خانہ بھی ایسی صنعت وحرفت سے روک سکتا ہے، جس سے اس کے حقوق متاثر ہوتے ہوں یا ذمہ داریوں میں فرق آتا ہو۔

۳:- ضروری نہیں کہ رسم شریعت کے موافق ہو یا رسم کی رو سے لازم شے شریعت کی رو سے بھی لازم ہو، چنانچہ ایسی کئی مثالیں ذکر کی گئی تھیں کہ جن میں متضرر رسم و رواج کی رو سے کوئی معاشی حق رکھتا ہے، مگر شریعت کی رو سے نہیں۔ شریعت کو چونکہ رسم پر بالادستی حاصل ہے، اس لیے قرار دیا گیا تھا کہ ایسی رسموں سے محرومی کو معاشی استحصال قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۴:- اگر واقع میں مدعا علیہ متضرر کو کسی جائیداد سے بایں معنی محروم کرتا ہے کہ اس پر قابض ہوجاتا ہے تو اس پر غصب کے احکام لاگو ہوتے ہیں، جن کی اپنی تفصیلات ہیں۔

۵:- یہ بھی ذکر ہوا تھا کہ مالیاتی ذرائع سے محروم کرنا یا رسائی میں رکاوٹ بننا دونوں کے مختلف مدارج ہیں۔ ہر درجے کو جرم قرار دینا درست نہیں۔

۶:- غصب کے احکام کی رو سے اگر مدعا علیہ نے کوئی مال غصب کیا ہے تو واجب الرد ہوگا، اگر مال ہلاک ہوگیا ہو تو اس کا مثل لوٹائے گا اور اگر مثل نہ ہو تو تاوان دے گا، مگر آمدنی کا نقصان خواہ مال غصب کرکے ہو یا ذریعہ معاش سے روکنے کی صورت میں ہو، دونوں صورتوں میں اس کا ضمان واجب نہیں ہے، چنانچہ مشہور قاعدہ ہے کہ مغصوب کے منافع کا ضمان واجب نہیں ہوتا ہے۔

۷:- طبی خرچ اگر جسمانی چوٹ لگنے کی صورت میں نہ ہوا ہو، بلکہ متضرر کا دعویٰ ہو کہ اسے نفسیاتی اذیت دی گئی ہے تو اول تو ہر اذیت نفسیاتی اذیت نہیں، پھر اس کی وجوہات صرف مدعا علیہ کا رویہ نہیں، بلکہ بے شمار اسباب ہوسکتے ہیں۔

۸:- اگر مدعا علیہ نے حکم عارضی کے تحت ادائیگیاں کرلیں یا اس سے بزور وجبر وصول

کر لی گئیں اور پھر قطعی فیصلہ مدعا علیہ کے حق میں آیا تو مدعا علیہ کو اس کا حق لوٹانے کی کیا سبیل ہوگی؟ قانون اس سے خاموش ہے۔ مزید یہ کہ مدعا علیہ سے عبوری طور پر جو اخراجات وصول کیے جائیں گے، ان کے متعلق بل قرار دیتا ہے کہ ان کو مدعا علیہ پر عائد ہونے والے جرمانے سے منہا کیا جا سکے گا۔ گویا مجریائی کا حکم بھی عدالت کا صواب دیدی حکم ہے، وہ چاہے تو مجرائی کا حکم نہ دے۔ اگر عدالت بہرصورت پابند ہوتی تو پھر عبارت (ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے) کے بجائے حکمیہ انداز میں (ہم آہنگ کیا جائے گا) ہونا چاہیے تھی۔

’’۱۰-تحویلی احکامات: باوصف اس کے کوئی بھی چیز اس وقت نافذ العمل کسی بھی قانون سے اخذ کی گئی ہو تو عدالت حفاظتی حکم کے لیے درخواست کے کسی بھی مرحلے پر یا اس ایکٹ کے تحت کسی بھی اور دادرسی کے لیے کسی بھی موزوں شخص یا اتھارٹی کو متضرر شخص کی عارضی تحویل دے سکتی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر متضرر شخص ایک بچہ ہے تب عدالت اسی طرح گارجین و وارڈ ایکٹ 1890ء (نمبر 8 بابت 1890ء) کی بابت ایک مناسب شخص یا سروس فراہم کنندہ کا تعین کرے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر متضرر شخص ایک بالغ شخص ہے تو تحویل سروس فراہم کنندہ یا کسی دیگر شخص سے بھی شخص کو یا سروس فراہم کنندہ کو متضرر شخص کی مرضی کی مطابقت میں دی جائے گی۔‘‘

یہ دفعہ خلافِ شرع ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

۱:- (الف) اگر متضرر لڑکا ہے اور سات سال سے کم عمر کا ہے تو اس کی پرورش کا حق والدین کو ہے اور اگر والدین میں جدائی ہو چکی ہے تو ماں کو ہے اور ماں نہیں ہے تو ماں کی قریب ترین عزیزہ کو ہے۔ اگر ماں کی رشتہ دار خواتین میں سے کوئی بھی نہیں ہے یا ہے، مگر وہ پرورش کی اہلیت نہیں رکھتی ہے تو وراثت کے قاعدے مطابق درجہ بدرجہ عصبہ بنفسہٖ کو حقِ پرورش ہے اور اگر عصبہ بھی نہیں ہے تو یہ حق ذوی الارحام یعنی ننھیالی رشتہ داروں کو ہے۔

(ب) اگر لڑکا سات سال سے زائد عمر کا ہے تو اس کا حقِ پرورش ولی کو ہے۔ بالفرض باپ تشدد کا مرتکب ہوا ہے تو یہ حق دادا، پھر پردادا، پھر بھائیوں، پھر بھتیجوں، پھر چچاؤں، پھر چچازادوں، پھر باپ کے چچاؤں اور پھر دادا کے چچاؤں کو ہے، مگر عدالت کو نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ پرورش اور کفالت پر آمادہ نہ ہوں تو انہیں بزور و جبر آمادہ کیا جائے گا۔

(ج) اگر لڑکا بالغ ہے تو اسے حسبِ خواہش رہائش کا حق ہے، لیکن فاسق لڑکے کو یہ حق بھی نہیں ہے۔

۲:۔ اگر متضرر نابالغ لڑکی ہے تو اس کا حقِ پرورش بھی ان ہی افراد کو ہے جن کو لڑکے کی پرورش کا حق ہے، جیسا کہ شق الف میں گزرا، البتہ لڑکی کے بارے میں خاص شرط ہے کہ پرورش کنندہ اس کے لیے غیر محرم نہ ہو۔

۳:۔ اگر متضرر لڑکی ہے اور کنواری دوشیزہ ہے یا طلاق یافتہ ہے، مگر غیر مامونہ ہے تو اسے بھی الگ رہائش کا حق نہیں ہے۔

۴:۔ اگر متضرر کسی شخص کی بیوی ہے تو اسے شوہر کی مرضی کے خلاف رہائش اختیار کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر وہ شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلتی ہے تو نافرمان ہوگی اور اس کا نفقہ وغیرہ اخراجات بھی شوہر سے ساقط ہوں گے۔

۵:۔ اگر بالغہ لڑکی کا کوئی ولی نہ ہو جس کی تحویل میں اسے دیا جائے تو پھر لڑکی الگ رہائش اختیار کر سکتی ہے، مگر اس کے لیے بھی شرط ہے کہ اس کے متعلق فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ آج کل صرف اندیشے ہی نہیں، بلکہ فتنوں کا سیلاب ہے جو ہر طرف نظر آتا ہے، اس لیے لڑکی کو تنہا رہائش کا بھی حق نہیں، اس لیے از روئے شرع اسے کسی امانت دار، قابلِ اعتماد اور اس کی حفاظت پر قدرت رکھنے والی عورت کے سپرد کیا جائے گا۔

اس تفصیل سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ کسی شخص کو کس کی تحویل میں دیا جائے، اس کے بارے میں شریعت نے تفصیل سے احکامات دیئے ہیں جن میں جنس کا، عمر کا، رشتے کا، جس کی تحویل میں کسی کو دینا ہو اس کی شخصیت، احوال، کردار اور صفات وغیرہ سب امور شامل ہیں، مگر بل میں ان امور کی قطعاً رعایت نہیں رکھی گئی ہے۔ **(جاری ہے)**

اعلان برائے قارئینِ بینات

قارئینِ بینات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ سے ماہنامہ بینات کا زرِ سالانہ مبلغ ۵۵۰ (پانچ سو پچاس) روپے ہوگا۔ ماہنامہ بینات کے پرانے اور نئے خریدار آئندہ سال کے لیے اسی حساب سے رقم بھجوائیں۔ **(ادارہ بینات)**